

رسول اکرم ﷺ کے دعوتی مکاتیب

سیدہ زینب الدین عمری

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مکاتیب اور فرامین کا ایک بڑا ذخیرہ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ یہ مکاتیب تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ مکاتیب ہیں جن کے ذریعہ آپ نے سردارانِ قبائل اور سربراہانِ ممالک کو اسلام کی دعوت دی۔ دوسرے وہ مکاتیب ہیں جن میں آپ نے مسلمانوں کے لیے خاص خاص احکام شریعت کی تفصیل قلم بند کرائی ہے۔ تیسرے وہ مکاتیب ہیں جنہیں سیاسی نوعیت کے مکاتیب کہا جاسکتا ہے۔ ان کے ذریعہ آپ نے کسی کو پناہ دی ہے، کسی سے معاہدہ کیا ہے، یا عطیات وغیرہ سے نوازا ہے۔ ان سب کی اہمیت ہے اور ان سے زندگی کے مختلف گوشوں میں ہدایت اور راہنمائی ماتی ہے لیکن اس وقت ہم صرف پہلی قسم کے مکاتیب کا ذکر کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں تھے، اسلام کی دعوت عام نہ ہو سکی۔ قریش کے ظلم و ستم نے اس کی راہ میں زبردست رکاوٹیں کھڑی کر رکھی تھیں۔ مدینہ پہنچنے کے بعد قریش اور ان کے حلیف قبائل سے باقاعدہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اسلام کو حجاز کے دور دراز علاقوں تک پہنچانے اور اس سے آگے دنیا کو اس کی طرف براہ راست دعوت دینے کے مواقع حاصل نہیں تھے۔ اسی دوران میں حدیبیہ کی صلح ہوئی۔ یہ صلح اسلامی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے حالات کا رخ یک نخت بدل دیا اس کے بڑے دور رس اثرات مرتب ہوئے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید نے اسے فتحِ میں سے

۱۔ سلہ ان مکاتیب کی بڑی تعداد ابن سعد نے جمع کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ طبقات ابن سعد ۲۵۸/۱ - ۲۹۱

۲۔ محترم ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم بیرس) کی "الذائق الیاسیہ" اس موضوع پر سب سے جامع تالیف ہے جو نہایت عمدہ تحقیق کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔

تعبیر کیا ہے صلح حدیبیہ قریش کے ساتھ امن کا معاہدہ تھا۔ اس سے حالت جنگ ختم ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا موقع ملا کہ عرب کے دور و نزدیک کے قبائل اور دنیا کے سربراہان ممالک کو اسلام کی براہ راست دعوت دیں۔ اس دعوت کے مخاطبین کو بھی اس کے بارے میں سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لیے ٹھنڈا ماحول میسر آیا۔

یہ بات محدثین اور مورخین کے درمیان طے ہے کہ یہ مکاتیب صلح حدیبیہ کے بعد لکھے گئے۔ البتہ اس کے وقت کی ٹھیک ٹھیک تعیین میں تھوڑا سا اختلاف ہے صلح حدیبیہ ذی قعدہ ۶ میں ہوئی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپسی ہوئی اور محرم ۷ میں یہ مکاتیب سفیروں کے ذریعہ بھیجے گئے۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ ذی الحجہ ۶ میں آپ نے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے خطوط لکھنے اور سفیروں کے ذریعہ انھیں بھیجنے کا فیصلہ فرمایا اور محرم ۷ میں اس پر عمل درآمد ہوا۔ اس طرح زرقانی نے ان بیانات میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ خطوط صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے لکھے گئے۔ امام بخاری نے ان مکاتیب کا ذکر غزوہ تبوک کے بعد کیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مکاتیب ۶ میں لکھے گئے۔ ان دونوں بیانات میں تطبیق اہل مغازی کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ تبوک سے بھی آپ نے بعض سلاطین کو دوبارہ خطوط لکھے۔

غالباً اسی وجہ سے ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ یہ مکاتیب صلح حدیبیہ سے لے کر وفات تک کی درمیانی مدت میں لکھے گئے۔

۱۔ سيرة النبي : ۱

۲۔ بخاری، کتاب المغازی، غزوة الهمدانية، کتاب المناسک، باب بیان عدد عمر البتة و زمانه

۳۔ طبقات : ۱/۲۵۸۔ ۴۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک ۲/۶۲۲۔ ۵۔ ابن کثیر، السيرة النبوية : ۴/۲۹۲

۶۔ المواہب اللدنیة : ۳/۳۶۵۔ ۷۔ السيرة النبوية : ۴/۴۹۲۔ ۸۔ بخاری، کتاب المغازی۔

۹۔ ابن حجر، فتح الباری : ۸/۸۹، ۹۰۔ نیز ملاحظہ ہو ۷/۳۰۹۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد فرق رجالا من اصحابه الى
ملوك العرب والعجم دعاة
الى الله عز وجل في ما بين
الحديبية ووفاته بله
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ
اور اپنی وفات کے دوران میں اپنے
اصحاب میں سے بہت سے افراد کو اللہ تعالیٰ
کی طرف بلائے والوں کی حیثیت سے
عرب و عجم کے بادشاہوں کے پاس مختلف
علاقوں میں روانہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سرداروں اور سربراہوں کو مکاتیب کے
ذریعہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور جن صحابہ کرام نے سفارت کے فرائض انجام
دئے ان کے نام یہ ہیں۔

- | | |
|-----------------------------------|---|
| سھیر | مکتوب الیہ |
| دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ | ۱۔ ہرقل (قیصر روم) |
| عبداللہ بن خداقہ سہمیؓ | ۲۔ کسریٰ بن پرویز بن ہرہز (شاہ فارس) |
| عمرو بن امیہ ضمریؓ | ۳۔ نجاشی (شاہ حبش) |
| حاطب بن ابی بلتعجبؓ | ۴۔ مقوقس (حاکم اسکندریہ، مصر) |
| شجاع بن وہب الاسدیؓ | ۵۔ حارث بن ابی ثمر الغسانی (والی دمشق) |
| سلیط بن عمرو العادیؓ | ۶۔ ہوذہ بن علی الخثعمی (یامہ) |
| عمرو بن العاصؓ | ۷۔ جیفر اور عبد بنی جلدی (قبیلہ آزد کے سردار) |
| علاء بن حفصؓ | ۸۔ منذر بن ساوی عبیدی (ملک بحرین) |
| جریر بن عبداللہ الجلیؓ | ۹۔ ذوالکلاع بن ناکور۔ ذو عمرو (حمیرین) |
| مہاجر بن امیہ مخزومیؓ | ۱۰۔ حارث بن عبدالکلال الحمیری (دین) |
| عمرو بن امیہ ضمریؓ۔ سائب بن عوامؓ | ۱۱۔ مسیلکہ کذاب |
| | ۱۲۔ فردہ بن عمرو الجذامی |
| عیاش بن ابی ریبیعہ مخزومیؓ | ۱۳۔ حارث ہمدانی، نعیم (نوعبدالکلال حمیری) |

۱۴۔ جیلد بن الامم

اس فہرست میں بعض سفراء کا ذکر نہیں ہے اور بعض کے بارے میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ان کے ذریعہ مکاتیب بھیجے گئے ممکن ہے زبانی آپ کا بیٹام پہنچایا گیا ہو۔ اس پر ہم آگے بحث کریں گے۔

یہاں جن سلاطین اور امراء کا ذکر ہے ان میں سے پہلے چھ کے بارے میں ابن سعد نے صراحت کی ہے کہ محرم ۳۶ھ میں ان کے پاس سفراء ایک ہی دن میں بھیجے گئے۔ علامہ ابن قیم نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

واقفی کا بیان ہے کہ یہ سفراء ذی الحجہ ۳۶ھ میں بھیجے گئے۔ ان میں سے تین ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ مقوقس کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ، غسانی کی طرف شجاع بن وہب و اوقیسر کی طرف دحیم بن کبشہ۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ باقی سفراء الگ الگ روانہ ہوئے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ ان کی روانگی ذی الحجہ کی مختلف تاریخوں میں ہوئی ہو۔

روایات میں آتا ہے کہ ان سفراء کو روانہ کرنے سے پہلے آپ نے صحابہ کے سامنے اس مہم کی اہمیت بیان فرمائی اور اس میں تعاون کرنے اور اسے کامیاب بنانے کی ترغیب دی۔ حضرت مسور بن محرزؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صحابہ کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا۔

ان اللہ بعثنی رحمۃ للناس	اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لیے
کافۃ فادواعنی رحمکم اللہ	رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا میری طرف سے
ولا تختلفوا کما اختلف	اللہ کا دین دو سروں تک پہنچاؤ۔ اس
الحواریون علی عیسیٰ	معالے میں آپس میں اس طرح اختلاف
	میں نہ پڑھاؤ جس طرح کہ حضرت عیسیٰ کے
	حواری اختلاف میں پڑ گئے تھے۔

۱۴۰/۱۔ ابن سعد: ۱۲۰/۱۔ ناد المعادنی ہی خیر العباد۔ تحقیق شعیب الارنؤوط۔ عبدالقادر الارنؤوط
 ۱۴۰/۱۔ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۹ء/۱۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں قیل ہسم الذین بعثہم رسول اللہ
 فی یوم واحد ۱۲۲/۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ایک کم زور قول ہے۔
 ۶۳۴/۲۔ تاریخ الرسل والملوک

صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ ان کے اختلاف کی نوعیت کیا تھی؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت عیسیٰ نے بھی اپنے حواریوں کو اسی طرح کا حکم دیا تھا جس طرح کا حکم میں تمہیں دے رہا ہوں۔ لیکن جن حواریوں کو اُس جناب نے قریب کے مقامات پر بھیجا انھوں نے تجوشی حکم کی تعمیل کی اور جنھیں دور دراز کے مقامات پر بھیجا انھوں نے ناگواری محسوس کی (تعمیل حکم سے پیچھے ہٹے اور کہا کہ ہم ان لوگوں کی زبان ہی نہیں جانتے جن کے پاس ہیں بھیجا جا رہا ہے) حضرت عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی جب صبح ہوئی تو ان میں سے ہر شخص ان لوگوں کی زبان بولنے لگا جن کے پاس اسے بھیجا جا رہا تھا۔ (اس طرح ان کا عذر ختم ہو گیا) حضرت عیسیٰ نے فرمایا اس سے مہموم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ تم یہ کام انجام دو۔ صحابہ کرام نے یہ سن کر فرمایا ہم آپ کا پیغام پہنچانے کے لیے تیار ہیں۔ آپ جہاں چاہیں ہمیں بھیج سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مختلف سفراء (اس روایت میں سات سفیروں کا ذکر ہے) روانہ فرمائے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفراء ان لوگوں کی زبان بولنے لگے جن کی طرف انھیں بھیجا گیا۔ جب آپ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا:

هَذَا اعظم ما كان من حق
الله في عباده
اللہ پر اپنے بندوں کا یہ سب سے بڑا
حق تھا جو پورا ہوا۔

۱۔ رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ۵/۳۵ - ۳۶) اس کے ایک راوی اسماعیل بن عیاش گو حدیث کہ بہت بڑے عالم تھے لیکن روایت حدیث میں وہ عام طور پر ضعیف سمجھے جاتے ہیں۔ بعض محدثین نے انھیں ثقہ بھی قرار دیا ہے۔ امام احمد اور حافظ ابن مین وغیرہ نے کہا ہے کہ شامیوں سے ان کی روایا قابل اعتماد ہیں البتہ اہل حجاز سے وہ کم زور روایات نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ تہذیب التہذیب ۱/۳۲۶۔

۲۲۱۔ حافظ ابن حجر نے یہ روایت نقل کی ہے لیکن اس کے ضعف کا ذکر نہیں کیا ہے۔ فتح الباری ۸/۸۹۔ یہ روایت بخورطے سے فرق کے ساتھ ابن ہشام (۲/۲۷۸ - ۲۷۹) میں بھی ہے نیز ملاحظہ ہو تاریخ طبری ۲/۶۲۵۔ اسی مفہوم کی روایت ابن سعد میں متعدد مسندوں کے ساتھ آئی ہے، جس سے اس کا ضعف دور ہو سکتا ہے طبقات

۱/۲۲۶۔ مزید حوالوں کے لیے دیکھی جائے۔ المواہب اللدنیہ ۳/۳۶۵ - ۳۶۶

۲۵۸/۱ - ۲۵۹ حوالہ سابق ص ۲۶۴

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ صحابہ کرام کے ساتھ پیش آیا۔ اس پر ایک اعتراض ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ کے سفیروں سے شاہانِ عجم نے اپنے ترجمانوں کے ذریعہ بات چیت کی تھی۔ اگر وہ ان کی زبان سے واقف ہوتے تو مترجم کی ضرورت نہ پیش آتی، اس کے جواب میں علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ یہ شاہانِ عجم کے تکبر کا مظاہرہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے براہِ راست بات چیت پسند نہیں کی بلکہ

یہ معجزاتی واقعہ حضرت مسیحؑ کے حواریوں کے ساتھ پیش آیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفراء کے ساتھ یادوں ہی کی اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس سلسلہ میں مدد کی ہو، اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ کسی سے اس کی زبان میں خطاب کیا جائے زبان کی اجنبیت بھی دعوت کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری زبانیں سیکھنے کی ترغیب دی ہے اور صحابہ کرام نے یہ زبانیں سیکھی ہیں۔ ان کا تہذیب کو باقاعدہ سرکاری حیثیت حاصل تھی اور وہ اسی حیثیت سے بھیجے بھی گئے۔ چنانچہ اس کے جو تقاضے تھے وہ پورے کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مشورہ آیا کہ یہ خطوط مہربند ہونے چاہئیں ورنہ ان کے شاہانِ نشان اہمیت نہیں دی جائے گی۔ آپ نے اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشا اور اس پر عمل فرمایا۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے:

لما اراد النبي صلى الله عليه	جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلمان يكتب الى الروم	رومیوں کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا ایک
وفي رواية ان يكتب الى العجم	روایت کے الفاظ ہیں جب آپ نے
قيل له انهم لن يقرؤا	عجمیوں کو لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے
كتابك اذ لم يكن مختوما	عرض کیا گیا کہ اگر آپ کا گرامی نامہ مہربند
فانخذ خاتما من فضة	نہ ہو تو وہ اسے ہرگز نہیں پڑھیں گے۔
ونقشه مع صدر رسول الله	چنانچہ آپ نے (مہر کے لیے) انگوٹھی بنوائی
	جس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

سہ المواہب اللدنیہ: ۳/۳۶۵ - سہ بخاری، کتاب الباس، باب اقتضاد الخاتمہ لیختتمہ =

رسول اکرم کے دعوتی مکاتیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مکاتیب میں اسلام کو اس حیثیت سے پیش فرمایا ہے کہ وہ ساری دنیا کے لیے ہے اور اس کا خطاب مشرق و مغرب اور عرب و عجم سب سے ہے۔ آپ نے سربراہان ممالک کو دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کریں اور اس کی سعادتوں سے بہرہ مند ہوں۔ اگر وہ اس کا انکار کریں گے تو آخرت میں اپنی اور اپنے ماتحت افراد کی گمراہی کا خمیازہ انھیں بھگتنا پڑے گا اور دنیا میں بھی اس کے نتائج کے وہ ذمہ دار ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکاتیب جس مقصد کے لیے لکھے تھے اسے حضرت النضر بن الحنفیہ نے بیان فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر
کتب الی کسریٰ والی قیصر والی نجاشی اور ہرکیش (حکمران) کو خطوط لکھے
النجاشی والی کل جباریہ و عجم اور انھیں اسلام کی دعوت دی۔

الی الاسلام لہ

ابن ہشام کہتے ہیں۔

بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
وسلم رسلا من اصحابہ و کتب اصحاب میں سے قاصد بھیجے اور ان کے
معہ حکمتا الی الملوک یدعوہم ذریعہ بادشاہوں کو خطوط روانہ فرمائے۔ ان
فیہا الی الاسلام لہ خطوط میں آپ نے ان کو اسلام کی دعوت
دی تھی۔

یہ مکاتیب خالص دعوتی نوعیت کے تھے۔ ان میں اسلام کو قبول کرنے کی براہ راست

= النبی او لیکتب الی اهل الکتاب و عنیدہم مسلم کتاب اللباس، باب تخريم خاتم الذهب
على الرجال۔ اسنو نے لکھا ہے کہ اس کی کتابت اس طرح کرائی گئی تھی کہ پہلی سطریں اللہ دوسری سطریں
رسول اور تیسری میں محمد تھا (رسول) لیکن اس کی تائید روایات سے نہیں ہوتی۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ایک سطریں محمد
دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ لکھوایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب بھی یہی تھی۔ اس طرح (رسول اللہ)
زر قانی علی المواہب ۳/۲۲۲ مسلم کتاب الجہاد، باب کتاب النبی ملوک الکفار الخ

۲۷۹/۲۰ ابن ہشام: سیرت

دعوت دی گئی تھی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کیا ان مکاتب سے اسلام ان کے مخالفین کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ آجاتا تھا کہ وہ دلائل کی روشنی میں اس کے رد و قبول کا فیصلہ کر سکیں، اور رد کریں تو یہ کہا جانے کہ انہوں نے اچھی طرح سمجھنے کے بعد اسے رد کیا ہے؟

اس کے جواب میں چند باتیں پیش نظر رکھنی ہوں گی۔

۱۔ یہ مکاتب اپنے مخصوص پس منظر کی وجہ سے فیصلہ کن اہمیت رکھتے تھے۔ یہ جس وقت لکھے گئے اسلام کی دعوت غیر معروف نہیں تھی کہ پوری تفصیل سے اسے سمجھانے کی ضرورت پیش آتی بلکہ اس کا حوالہ دینا بھی کافی تھا۔ اسلام کی دعوت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخالفین کے درمیان زبردست کشمکش برپا کر دی تھی۔ اس کشمکش سے حجاز کے دور دراز کے قبائل بھی واقف تھے۔ اس کشمکش نے باہر کی دنیا کے لیے بھی اس کے سمجھنے کے مواقع فراہم کر دئے تھے۔

۲۔ مدینہ میں اسلام عملاً قائم تھا اور اس کی بنیاد پر ایک ریاست وجود میں آچکی تھی۔

اس کے مخالفین اور دشمن بھی اسلام کو سمجھنا چاہیں تو وہ انہیں اس کے مواقع فراہم کرنے کے لیے تیار تھے۔ قرآن مجید کی ہدایت ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ	اگر مشرکوں میں سے کوئی تم سے پناہ کا طلب
اَسْتِجَابَ لَكُمْ فَاجِرٌ وَكَهْتَىٰ يَلْعَبُ	ہو تو اسے پناہ دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا
كَلِمَةَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلغَهُ مَأْمُونُهُ	کلام سنے۔ پھر اسے اس کی امن کی جگہ
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَخْلِفُونَ	پہنچا دو۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ لوگ

(التوبہ: ۶۰)

اس سے واضح ہے کہ غیر اسلامی ریاست کا کوئی فرد اسلام کو سمجھنا چاہے تو اسلامی ریاست اس کا موقع ضرور اسے فراہم کرے گی۔ اسلام کے سمجھنے کے لیے جس وقت تک قیام ضروری ہوگا، وہ قیام کر سکے گا۔ اس کے بعد اسے اسلام کو ملنے یا نہ ملنے کا کلی اختیار ہوگا۔ اگر وہ اسلام کو نہ مانے تو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوگی کہ اسے بحفاظت اس ملک میں پہنچا دے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے وطن اور اپنے ماحول میں آزادی کے ساتھ اسلام کے بارے میں فیصلہ کر سکے۔ اس

رسول کریم کے دہائی مکاتیب

اہتمام کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص محض ناواقفیت یا غلط فہمی کی بنا پر اسلام کی مخالفت نہ کرے بلکہ
۳۔ یہ مکاتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریاست کے سربراہ کی حیثیت
سے لکھے تھے اس لیے ان میں جن سربراہوں کو خطاب کیا گیا تھا وہ انھیں کسی عام فرد کا خطاب
سمجھ کر نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ ان پر غور کریں اور کسی نتیجہ تک پہنچیں۔ ان کو
دوسروں کے مقابل میں اس کے بہتر مواقع بھی حاصل تھے۔

۴۔ یہ خطوط جن سفراء کے ذریعہ بھیجے گئے وہ اسلام کے نمائندے تھے۔ وہ صرف نلہ پر
نہیں تھے بلکہ اسلام کے ترجمان تھے اور وقت ضرورت اس کی ترجمانی کرتے تھے۔

ان وجوہ سے ان مکاتیب میں جن لوگوں کو خطاب کیا گیا تھا ان کے لیے اسلام کا
سمجھنا آسان تھا۔ ان کی وہ میں کوئی ایسی رکاوٹ نہ تھی جو دور نہ ہو سکتی ہو۔ اس لیے ان
مکاتیب کے ذریعہ اس بات کے مطالبہ کا آپ کو پورا حق حاصل تھا کہ وہ اسلام کو سمجھیں اور
اسے قبول کریں۔

ان مکاتیب کے مطالعہ سے تنہا یہ بات بھی نکلتی ہے کہ دعوت و تبلیغ کا ذریعہ تقریر ہی
نہیں تحریر بھی ہے۔ تحریر سے بھی مخاطبین پر اتنا مہم جت ہو سکتی ہے اس کے لیے ہر حال میں
بالمشافہ بحث اور گفتگو ضروری نہیں ہے۔ قیصر و کسریٰ کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مکاتیب کا ذکر جس حدیث میں ہے اس نے زیادہ میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

وفي الحديث الدعاء الى الاسلام
بالكلام و الكتابة وان الكتابة
تقوم مقام النطق
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی
طرف دعوت زبان سے بھی دی جاتی ہے
اور تحریر کے ذریعہ بھی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ تحریر زبان کی جگہ لے سکتی ہے۔

موجودہ دور میں تحریر کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اس کے ذریعہ زیادہ وسیع حلقہ تک
اسلام کو پہنچایا جاسکتا ہے اور مخاطب کو اس پر غور و فکر کا زیادہ موقع ملتا ہے۔
ان مکاتیب کے مضمون اور ان کے رد و عمل پر انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں بحث ہوگی۔

۱۔ اسلامی ریاست اور غیر اسلامی ریاست کے درمیان باہم معاہدہ کے تحت سفارتی، تجارتی اور ایسے نوعیت کے
دوسرے تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں غیر اسلامی ریاست کے افراد اس طرح کے جس مقدمہ
کے تحت بھی قیام کریں گے اسلام کو سمجھنے میں انھیں مدد ملے گی۔ اس آیت پر تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو
رشید رضا۔ تفسیر المنار: ۱۰/۱۷۷-۱۸۰۔ فتح الباری: ۶۸/۶